© rasailojaraid.com

مسیح علیہ السلام کا جو قول آپ نے نقل کیا ہے، وہ بالکل دوسرے حالات سے تعلق ہے۔ اس وقت کوئی اسلامی نظام جماعت یہودیوں میں موجود نہیں تھا کہ حضرت مسیح کے اس قول کو یہ معنی پہنائے جاسکیں کہ آپ اس نظام جماعت کو درہم برہم کرنے کی دھمکی دے رہے تھے۔ بخلاف اس کے حضرت ہارون کے سامنے ایک مکمل اسلامی نظام جماعت موجود تھا اور وہ بجا طور پر اس امر میں احتیاط برت رہے تھے کہ کہیں ان سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جو اس نظام جماعت کو درہم برہم کر دے۔

قصۂ یوسفؑ میں دین الملک کا مفہوم

"مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ، میں "دین الملک" سے کیا مراد ہے؟"

اس سوال کا جواب میں اس سے پہلے ترجمان القرآن جلد ۲۱ کے عدد ۳، ۴، ۵، ۶ (مشترکہ) بابت ماہ رمضان، شوال، ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ میں تفصیل سے دے چکا ہوں۔ مختصراً یہ جان لیجیے کہ اس آیت میں دین الملک سے مراد بادشاہ کا قانون ہے جو مصر میں رائج تھا، اور مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ کے معنی یہ ہیں کہ "یوسف کا یہ کام نہ تھا کہ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کے تحت گرفتار کرتا"۔ اس معنی کی بکثرت نظیریں قرآن میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو آیت مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ (سورہ آل عمران۔ ۸)۔ اسی بنا پر حضرت یوسف کے آدمیوں نے (غالباً خود حضرت ہی کی ہدایت کے مطابق) برادرانِ یوسفؑ سے دریافت کیا کہ چور کے متعلق تمھارے ہاں کا قانون کیا ہے۔ اور جو قانون انھوں نے بتایا اسی پر عمل کیا گیا، کیونکہ وہ شریعتِ ابراہیمی کا قانون تھا۔

حبشہ پر مسلمانوں کے حملہ آور نہ ہونے کی وجہ

"مصر کے مفتوح ہو جانے کے بعد، خلافت راشدہ کے زمانہ میں حبشہ کی جانب فتوحات کے لیے قدم کیوں

© rasailojaraid.com